Lesson 7: Al-Maidah (Ayaat 67 - 82): Day 23

سُوْرَةُ المَائدة کی تفسیر

اِس پارے کا یہ آخری سبق ہے، تفسیر دیکھتے ہیں؛

يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ۭ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسٰلَتَهٗ ۭ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿٦٧﴾

اے پیغمبر جو ارشادات خدا کی طرف سے تم پر نازل ہوئے ہیں سب لوگوں کو پہنچادو اور اگر ایسا نہ کیا تو تم خدا کے پیغام پہنچانے میں قاصر رہے (یعنی پیغمبری کا فرض ادا نہ کیا) اور خدا تم کو لوگوں سے بچائے رکھے گا بیشک خدا منکروں کو ہدایت نہیں دیتا (٦٧)

بہت بنیادی اور اہم آیت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو ایسی قوم کی طرف بھیجا۔ جن کی معاشرت، اخلاق، معیشت اور سیاست و حکومت کچھ ٹھیک نہ تھا۔ ہر طرف بد نظمی اور انتشار تھا۔

اُس معاشرے میں شراب اور جُوا عام تھا۔ کمزور پر ظلم کیا جاتا، بیٹیوں کو زندہ دفن کر دیتے۔ اور جس اللہ کے گھر میں صرف توحید کا پیغام ہونا چاہیئے تھا وہاں 360 بُت رکھے تھے۔ غرض ایک تباہ حال معاشرہ تھا۔

اللہ کے نبیؐ کی ہر طرف مخالفت تھی۔ اللہ تعالیٰ اپنے نبیؐ کو ذہنی طور پر تیار کر رہے ہیں کیونکہ اُن کا کام بہت مشکل تھا۔ اللہ کے دین کا کام مشکل ہے لیکن یہ کام کرنے والوں کی شان بہت بلند ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ اللہ کے نبیؐ کو بہت خوبصورتی اور پیار سے پکارا گیا ہے۔ کہ آپؐ اللہ کا پیغام پہچانے والے ہیں۔

بَلِّغْ :ب ل غ۔ آہستہ آہستہ پہنچا دینا یعنی سمجھا دینا کہ بات دِل میں اُتر جائے۔

بعض اوقات لوگ لفاظی پر زور دیتے ہیں۔ لیکن لوگوں کا عمل بدلنے کی کوشش کرنی چاہئیے۔ تبلیغ کے اندر ایک دم انڈیل دینا نہیں۔ بلکہ تھوڑا تھوڑا اور حکمت کے ساتھ اللہ کا حکم پہنچا دو۔ ہمارا یہی انداز آج تبلیغ کے لئے اور اپنے بچوں کی تربیت کرتے وقت ہونا چاہئیے۔

" جو ارشادات خدا کی طرف سے تم پر نازل ہوئے ہیں "صرف اللہ کا پیغام آگے دے دو۔

قرآن پاک نے اللہ کے نبیؐ کی گواہی دی ہے وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ﴿٣﴾ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ (4) وہ نبیؐ اپنی مرضی سے کچھ نہیں بولتے۔ (سورۂ نجم) وہ تو بس وہی کہتے ہیں، جن کا اُن کو حکم دیا گیا۔ جو اُن کی طرف وحی کیا گیا تھا۔

ہمارے لئے بھی بچوں کی تربیت کرتے وقت اور تبلیغ کرتے وقت یہ حکم ہے کہ بس قرآن کا حکم اور مستند احادیث کو آگے پہنچا دیں۔ سمجھا دیں۔ بیان کر دیں۔ کہانیاں نہ سنانی شروع کر دیں کیونکہ لوگ واہ واہ تو کر دیں گے لیکن عمل کی طرف نہیں آتے۔ قرآن اور حدیثؐ کا اپنا اثر ہے۔ یہ لوگوں کے دِلوں پر اُترتی ہے۔

اللہ کا پیغام"۔۔سب لوگوں کو پہنچا دو اور اگر ایسا نہ کیا تو تم خدا کے پیغام پہنچانے میں قاصر رہے (یعنی پیغمبری کا فرض ادا نہ کیا)۔۔" اللہ کے نبیؐ کو قرآن پاک میں تین طرح سے مخاطب کیا گیا ہے۔

1. اللہ کے نبیؐ کو مخاطب کیا گیا اور یہ صرف آپؐ کے لئے تھا۔
2. کچھ میں اللہ کے نبیؐ کو اور اُمّت کے ہر مسلمان خطاب کیا جاتا ہے۔

3. کچھ آیات میں مخاطب تو اللہ کے نبیؐ تھے لیکن اصل میں بتایا اُمّت کو جاتا ہے۔

یہاں تیسرا انداز ہے۔ یعنی اللہ کے نبیؐ تو ہمیشہ اللہ کا حکم مانتے تھے لیکن یہاں ہمیں حکم دیا گیا ہے۔ ہر مسلمان کے لئے حکم ہے۔ اللہ کے نبیؐ اپنی ساری زندگی اللہ کا دین پہنچاتے رہے۔

حجۃ الوداع کے موقع پر اللہ کے نبیؐ نے پوچھا تھا، لوگو کیا میں نے اللہ کا پیغام تم تک پہنچا دیا تو سب لوگ بولے۔ آپؐ نے اللہ کا پیغام پہنچا دیا بلکہ حق ادا کر دیا۔ آپؐ نے فرمایا کہ یا اللہ گواہ رہنا!

پھر آپ نے حکم دیا کہ جو یہاں موجود ہیں وہ دوسروں تک یہ بات پہنچا دیں۔ یعنی اُن تک جو آج یہاں موجود نہیں ہیں۔ یعنی جو اُس وقت تک مجمع میں موجود نہیں تھے۔ چاہے وہ اُس وقت دنیا میں تھے یا قیامت تک آنے والے مسلمان۔ صحابہ کرامؓ نے پھر تمام کوششیں کیں کہ اللہ کا پیغام دنیا کے سب لوگوں تک پہنچ جائے۔ صحابہ کرامؓ نے اللہ کے نبیؐ کی ہر حدیثؐ اُسی طرح لوگوں کو پہنچا دی۔

یہاں تک کہ اللہ کے نبی ﷺ نے معاذ بن جبلؓ کو ایک بات بتائی لیکن فرمایا کہ لوگوں کو نہ بتانا کہ کہیں عمل کرنے سے نہ رُک جائیں۔ لیکن معاذ بن جبلؓ نے بسترِ مرگ پر وہ حدیث بیان کر دی کہ کہیں ایسا نہ ہو امانت کو آگے نہ پہنچاؤں۔

دین ہر ممکن طریقے سے نشر و اشاعت کی جائے۔ اللہ کا پیغام کھول کھول کر سب تک پہنچایا جائے۔ اپنی طرف سے دین میں کچھ شامل نہ کیا جائے۔ اور نہ ہی کچھ چھپایا جائے۔

اللہ کے نبیؐ نے اللہ کا پیغام سب تک پہنچانا شروع کیا تو لوگ آپؐ کے دُشمن ہو گئے۔ آپؐ پر بہت قاتلانہ حملے ہوئے۔ " اور خدا تم کو لوگوں سے بچائے رکھے گا "لیکن اللہ نے آپؐ کی حفاظت فرمائی۔

ایک روایت میں ہے کہ یہ واقعہ سنہ ۲ھ کا ہے۔اس آیت کے نازل ہوتے ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیمے سے سر نکال کر چوکیداروں سے فرمایا: جاؤاب میں اللہ کی پناہ میں آگیا، تمہاری چوکیداری کی ضرورت نہیں رہی ۔ سنن ترمذی

یہ وعدہ صرف اللہ کے نبیؐ کے ساتھ نہیں تھا۔" اور خدا تم کو لوگوں سے بچائے رکھے گا"

یہ وعدہ ہم سب کے لئے تھا۔ اگر ہم اللہ کے پیغام پر عمل کریں تو اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

لوگ کیوں مخالفت کرتے ہیں؟

کیونکہ لوگ اپنے نفس کو پُوج رہے ہوتے ہیں۔ وہ اپنی رسموں اور اپنے باپ دادا کے رواج کے عادی ہو چکے ہوتے ہیں۔ وہ اپنے طور طریقے بدلنا نہیں چاہتے۔ اسی لئے " بیشک خدا منکروں کو ہدایت نہیں دیتا"۔ اللہ ہمیں ایسے لوگوں میں شامل نہ کرے۔ آمین

قُلۡ يٰۤاَهۡلَ الۡـكِتٰبِ لَسۡتُمۡ عَلٰى شَىۡءٍ حَتّٰى تُقِيۡمُوا التَّوۡرٰٮةَ وَالۡاِنۡجِيۡلَ وَمَاۤ اُنۡزِلَ اِلَيۡكُمۡ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ‌ؕ وَلَيَزِيۡدَنَّ كَثِيۡرًا مِّنۡهُمۡ مَّاۤ اُنۡزِلَ اِلَيۡكَ مِنۡ رَّبِّكَ طُغۡيَانًا وَّكُفۡرًا‌ۚ فَلَا تَاۡسَ عَلَى الۡقَوۡمِ الۡكٰفِرِيۡنَ

﴿۶۸﴾ کہو کہ اے اہل کتاب! جب تک تم تورات اور انجیل کو اور جو (اور کتابیں) تمہارے پروردگار کی طرف سے تم لوگوں پر نازل ہوئیں ان کو قائم نہ رکھو گے کچھ بھی راہ پر نہیں ہو سکتے اور یہ (قرآن) جو تمہارے پروردگار کی طرف سے تم پر نازل ہوا ہے ان میں سے اکثر کی سرکشی اور کفر اور بڑھے گا تو تم قوم کفار پر افسوس نہ کرو (۶۸)

یعنی یہ کتاب صرف پڑھنی ہی نہیں بلکہ اس پر عمل کرنا ہے۔ قرآن کو قائم کرنا ہے۔ اپنی زندگی میں شامل کرنا ہے اور اسے یعنی حکومت کی سطح پر بھی قائم کرنا ہے۔ یہ بہترین صورت ہو گی۔

" تمہارے پروردگار کی طرف سے تم لوگوں پر نازل ہوئیں"

اور جو تمہاری طرف نازل کیا گیا اُس پر عمل کرو، اِس میں حدیثؐ بھی آجاتی ہے۔ یعنی ہم نے قرآن اور مستند احادیثِ رسولؐ پر بھی عمل کرنا ہے۔

قران اور سُنّت کو نافذ کرو۔ بس یہی حکم ہے ہمارے لئے۔

ہم نے دین کو اپنی زندگی میں نافذ کرنا ہے۔ اللہ کو صرف ہماری عبادات کی ضرورت نہیں۔ ہمیں اللہ کے احکام اور سنتوں کو اپنے ہر عمل میں لانا ہے۔

صرف مسلمان حکومت آنے سے مدد تو ضرور ہو گی۔ لیکن دلوں کو مائل کرنا بہت ضروری ہے۔

اللہ کی کتاب کی سمجھ آتی ہو۔ ہماری زندگی کا ہر عمل قرآن اور سُنّت کے مطابق ہو۔ جب ہم قرآن اور سُنّت سے رہنمائی حاصل کرنے لگیں گے تو ہمارے عمل بدلیں گے۔ گھر میں شادیاں آئیں تو دیکھیں قرآن وسنّت کے مطابق ہمیں کیا کرنا چاہئیے۔ جو بھی کام کریں تو یہ دیکھیں کہ اللہ کا حکم کیا ہے، نبیؐ کی سُنت کیا ہے۔ غم کا موقع آ گیا تو بھی یہ دیکھیں کہ اللہ کا حکم کیا ہے، نبیؐ کی سُنت کیا ہے۔

جب اُمت کا ہر شخص، ہر مرد وعورت، ہر بچّہ قرآن وسنّت کو اپنی گائیڈ / رہنما مان لیں گے اور ہر کام کے لئے اسی سے ہدایت حاصل کریں تو پھر قرآن نافذ ہو گا۔

اب گھر میں شادی ہے تو کیا شادی سے دو دِن پہلے دَرس رکھ لیں۔ اور پھر کہیں کہ ہم قرآن کو ہر موقع پر یاد رکھتے ہیں۔ پھر اگلے دن مہندی رکھ لیں۔ اور شادی پر قرآن بیٹی کے سر پر رکھ کر رُخصت کر دیں کہ ہم قرآن کو ساتھ رکھتے ہیں؟ نہیں یہاں اس سے یہ مُراد نہیں ہے۔

بلکہ قرآن و سنّت سے ہر معاملے میں رہنمائی لیں۔ بلکہ شادی سے کچھ عرصہ پہلے آپ یہ درس کروائیں کہ سنّت میں شادی کیسے کرتے ہیں۔ ہم ویسے ہی کرنے کی کوشش کرینگے۔

پھر یہ قرآن صرف صفحوں پر نہیں لکھا ہو گا بلکہ ہمارے عمل سے ظاہر ہو گا۔ پھر ہم اللہ سے دعائیں کرینگے تو قبول ہو نگی۔ پھر آپ اللہ کے نام کی قسم کھالیں گے تو اللہ وہ قسم پورے کرے گا۔ انشاءاللہ۔

جس پر مان ہو تا ہے وہ ہماری بات ضرور سُنتا ہے۔

اللہ سے ہمارا تعلق مضبوط ہو گا۔ پھر وہ اللہ سے کہتا ہے کہ یا اللہ مجھے تو تجھ پر بھروسہ ہے جو میرے حق میں بہتر ہے وہ عطا کر دے۔ پھر وہ اللہ کا ذِکر کرتا ہے قرآن پڑھتا ہے۔ ایک حدیث کا خلاصہ ہے کہ جس کے قرآن پڑھنے نے اُسے دعا سے روک دیا۔ اللہ اُس کی دِلی دعائیں قبول کر لیتا ہے۔ یعنی دعا کا وقت ہی نہیں ملتا۔ وہ اللہ کے دین کے لئے کوششیں کرتا ہے تو بن مانگے ہی مل جاتا ہے۔

جب مسلمان اپنی زندگی میں قرآن اور سنّت کو شامل نہیں کرتے تو وہ اُمّت نہیں بکھرے ہوئے پتے بن جاتے ہیں۔ جن کو ظالم لوگ جیسے چاہے استعمال کرتے ہیں۔ جن کو دنیا کی ہوائیں، خواہشیں اِدھر اُدھر اُڑائے لئے پھرتی ہیں۔ ہم ایک مجبور بے بس قوم بن جاتے ہیں۔

خود سے عمل کرنا شروع کر دیں۔ قرآن و سنّت پر عمل کریں۔ اپنا محاسبہ کریں۔

پہلے اپنی اصلاح کریں۔ پھر گھر والوں کی اصلاح کی طرف آئیں۔

بعض اوقات جب قران وسنّت کا پیغام دیا جاتا ہے تو' ان میں سے اکثر کی سرکشی اور کفر اور بڑھے گا تو تم قوم کفار پر افسوس نہ کرو"۔ مثال ایسے ہے کہ جیسے دوائی سے ری ایکشن ہو جاتا ہے۔ یہ لوگ نیکی کی بات سے الرجک ہیں۔ ایک اور مثال یہ ہے کہ بارش ہوتی ہے۔ وہی بارش جب کوڑے کے ڈھیر پر ہوتی ہے تو وہاں سے بدبو آتی ہے۔ وہی بارش جب پھولوں کی کیاری پر ہوتی ہے تو خوشبو آتی ہے۔ پتھروں پر بارش ہو تو خاک بہا کر لے جاتی ہے۔ زرخیز زمین پر ہوتی ہے تو فصلیں اور پھل اُگتے ہیں۔

مومن اور اچھے بندے کو کتاب سے ہدایت ملتی ہے اور کافر سرکش ہو جاتا ہے۔

تَأۡسَ : مایوس نہ ہوں یعنی آپؐ اُن کا غم نہ کریں۔ یعنی آپؐ دوسرے نیک بندوں کی طرف توجہ کریں۔

اگر کوئی ہماری بات نہ سُنے تو مایوس نہ ہوں بحث نہ کریں۔ صرف اللہ کا پیغام پہنچا دیں۔ اپنے آپ کو نیکی کے کاموں میں مصروف رکھیں۔ لیکن بالکل قطع تعلقی نہ کریں۔ آپ دعوت دیتے رہیں۔ مثال جیسے آج بھوک نہیں ہے لیکن کسی دِن اِن پر اَثر ہو جائے گا۔

اِنَّ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَالَّذِيۡنَ هَادُوۡا وَالصّٰبِـُٔوۡنَ وَالنَّصٰرٰى مَنۡ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَا خَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ وَلَا هُمۡ يَحۡزَنُوۡنَ ﴿۶۹﴾

جو لوگ خدا پر اور روز آخرت پر ایمان لائیں گے اور نیک عمل کریں گے خواہ وہ مسلمان ہوں یا یہودی یا ستارہ پرست یا عیسائی ان کو (قیامت کے دن) نہ کچھ خوف ہو گا اور نہ غمناک ہوں گے (٦٩)

بالکل ایسی ہی آیت سورۃ البقرہ میں بھی آئی تھی۔ (ساتویں رکوع میں)

دو معنی ہیں ایک تو یہ کہ نیک عمل کروگے تو پھر ہی بخشش ہو گی۔

لیکن یہ معنی نہیں کہ سب ایک ہی دین بن جائیں وحدتِ ادیان کو اپنا لیں۔ نہیں ہرگز نہیں۔ ہاں معنی ہی ہیں کہ ہم سے پہلے جو یہودی عیسائی آچکے اگر وہ بھی شرک نہیں کرتے تھے، نیک اعمال کرتے تھے تو اُن کی بھی بخشش ہو جائے گی۔

اسلام میں خاص بات یہ ہے کہ جو بھی دین اسلام قبول کرلے۔ جو اللہ پر ایمان لائے، اللہ کے نبیؐ کی پیروی کریں، آخرت کو مان لیں اور نیک عمل کرلیں۔ تو پھر ہی بخشش ہو گی۔

اب کچھ لوگ کہتے ہیں کہ یہاں اللہ کے نبیؐ کے بارے میں حکم نہیں دیا گیا۔ اللہ کو مان لینا لازمی ہے لیکن نبیؐ کی اطاعت بھی لازمی ہے۔ یہ آیت اللہ کے بےلاگ قانون کو سمجھا رہی ہے۔

اللہ کے نبیؐ نے فرمایا کہ اگر موسیٰؑ بھی زندہ ہوتے تو وہ بھی اللہ کے نبیؐ کی اطاعت کرتے۔

ہمیں مدر ٹریسا اور شہزادی ڈیانا سے زیادہ فکر اپنی ہونی چاہیئے۔ آج کوئی یہودی، عیسائی، ہندو یا بدھ مت والا جب تک دین اسلام قبول نہیں کرتا اُس کے نیک اعمال قبول نہیں ہونگے۔

اور اسلام قبول کرنا کافی نہیں بلکہ نیک اعمال بھی شرط ہیں۔

لَقَدْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ وَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمْ رُسُلًا ۭ كُلَّمَا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰٓى اَنْفُسُهُمْ ۙ فَرِيْقًا كَذَّبُوْا وَفَرِيْقًا يَّقْتُلُوْنَ ﴿۷۰﴾ ہم نے بنی اسرائیل سے عہد بھی لیا اور ان کی طرف پیغمبر بھی بھیجے (لیکن) جب کوئی پیغمبر ان کے پاس ایسی باتیں لے کر آتا جن کو ان کے دل نہیں چاہتے تھے تو وہ (انبیاء کی) ایک جماعت کو تو جھٹلا دیتے اور ایک جماعت کو قتل کر دیتے تھے (۷۰)

یہود کے اللہ سے وعدے پر پہلے بھی بات ہو چکی ہے۔ یعنی اُنہوں نے اللہ سے میثاق کیا تھا۔ اَب ہر مذہب والا اپنے اندر رسول پا کر تو بہت خوش ہوتا ہے لیکن انہیں رسولوں کی اطاعت پسند نہیں ہے۔

جب رسول آ گئے تو پھر انہیں قتل کر دیا۔ یحیٰؑ کو قتل کیا۔ عیسیٰؑ کو قتل کرنے کی کوشش کی۔

نہ صرف اتنا ہی کیا بلکہ رسولوں کے مخالف ہو کر بہت سے رسولوں کو جھوٹا بتایا اور بہت سوں کو قتل بھی کر دیا کیونکہ اُن کے لائے ہوئے احکام ان کی رائے اور قیاس کے خلاف تھے اتنے بڑے گناہ کے بعد بھی بے فکر ہو کر بیٹھے رہے اور سمجھ لیا کہ ہمیں کوئی سزا نہ ہو گی۔

لیکن انہیں زبردست روحانی سزا دی گئی یعنی وہ حق سے دور پھینک دیئے گئے اور اس سے اندھے اور بہرے بنا دیئے گئے نہ حق کو سنیں اور نہ ہدایت کو دیکھ سکیں لیکن پھر بھی اللہ نے ان پر مہربانی کی افسوس اس کے بعد بھی ان میں سے اکثر حق سے نابینا اور حق کے سننے سے محروم ہی ہو گئے اللہ ان کے اعمال سے باخبر ہے وہ جانتا ہے کہ کون کس چیز کا مستحق ہے۔

یعنی پہلے نبی کی بات نہیں مانی پھر نبی کو ہی ختم کرنے کی کوشش کی۔

مثال ہم خواہشات کو دَبا کر پھر روزہ رکھتے ہیں۔ لیکن اگر خواہش اور نفس کی مرضی کی جائے تو پھر دین پر عمل نہیں ہوتا۔ آج سب سے بڑا بُت خواہش کا بُت ہے۔ اسی لئے لوگ اسلام کو پسند نہیں کرتے۔

لوگ چاہتے ہیں کہ جو مرضی کر لیں بس فلاں وظیفہ کر لیں تاکہ جنّت مل جائے۔

اپنا محاسبہ کریں۔ خواہش پر پابندی لگانا سیکھ لیں۔

بعض اوقات لوگ اپنے اوپر لے لیتے ہیں۔ کہ ہمیں سُنا کر بات کی جارہی ہے۔ شیطان دِلوں میں بد گمانی ڈال دیتا ہے۔ اپنے لئے ہدایت مانگیں۔

وَحَسِبُوٓا اَلَّا تَكُوۡنَ فِتۡنَةٌ فَعَمُوۡا وَصَمُّوۡا ثُمَّ تَابَ اللّٰهُ عَلَيۡهِمۡ ثُمَّ عَمُوۡا وَصَمُّوۡا كَثِيۡرٌ مِّنۡهُمۡ‌ؕ وَاللّٰهُ بَصِيۡرٌۢ بِمَا يَعۡمَلُوۡنَ ﴿۷۱﴾

اور خیال کرتے تھے کہ (اس سے ان پر) کوئی آفت نہیں آنے کی تو وہ اندھے اور بہرے ہوگئے پھر خدا نے ان پر مہربانی فرمائی (لیکن) پھر ان میں سے بہت سے اندھے اور بہرے ہوگئے اور خدا ان کے سب کاموں کو دیکھ رہا ہے (۷۱)

یہاں فتنہ سزا کے معنی میں آیا ہے۔ بندہ گناہ کرے اور اللہ سے ڈرے، یا اللہ سے ڈر ڈر کر گناہ کرتا ہے تو اللہ اُس کے بچنے کا راستہ بھی بنا دے گا۔ کیونکہ اُس انسان کے دل میں تقویٰ ہے۔ لیکن جو گناہ کرے اور اَکڑ جائے۔ فخر و غرور میں مبتلا ہو تو پھر توبہ بھی نہیں کرتے۔ پھر وہ اندھے بہرے ہو جاتے ہیں۔ اُن کو حق نظر ہی نہیں آتا۔ جس کو اپنی بیماری نظر ہی نہیں آتی وہ اپنا علاج ہی نہیں کرتے۔ خوش فہمی کا شکار ہیں۔ یہود نے اپنے نبیوں کو قتل کیا۔

آج لوگ علماء کرامؒ کو قتل کرتے ہیں۔ اللہ کے نیک بندوں کو ذلیل کرتے ہیں۔

ایسے لوگوں کی سزا یہی ہے کہ ہدایت نہیں ملتی۔ حق سے دُور ہو جاتے ہیں۔

لیکن اِن یہود کو عزّت راس نہیں آتی۔ توبہ کی۔ اللہ نے توبہ قبول کی تو پھر وہی کچھ کرنے لگے۔

یہود بہت ذلیل ورُسوا ہوئے۔ پھر اللہ نے اِن کی سُن لی۔ ان کو دوبارہ عزت ملی۔ انبیاء کرامؑ بھیجے تو پھر یہ نبیوں کو قتل کرنے لگے۔ نفس کے غلام بن گئے۔

" وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ " لیکن اللہ نے رسی ڈھیلی کی تھی۔ اللہ سب دیکھ رہا تھا۔

اللہ قوموں کے عروج وزوال کی کہانی سُنا رہا ہے۔

جب اللہ کی کتابیں انسانوں کی زندگی میں نافذ ہوتی ہیں تو اللہ کی مدد آتی ہے۔ جب لوگ نہیں مانتے تو اُن کو سزا ملتی ہے۔ وہ ہدایت سے دُور ہو جاتے ہیں۔ وہ آنکھیں اور کان ہوتے ہوئے اندھے بہرے بن جاتے ہیں۔